بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رحمۃ للعالمین ﷺ

موت سے قبر تک

مصنّف

فیضِ ملّت، شمس المصنّفین، اُستاذ العرب والعجم، مُفسّرِ اعظم پاکستان

حضرت علامہ ابوالصالح مُفتی محمد فیض احمد اُویسی رضوی مدظلہ العالی

ناشر

قطبِ مدینہ پبلشرز

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدک یا رحیم یا کریم والصلوٰۃ والتسلیم علی النبی الرؤف الرحیم وعلیٰ آلہ واصحابہ وحزبہ العظیم

اما بعد! سفر کی اہمیت کے مطابق مسافر سامان تیار کرتا ہے اگر لاہور جانا ہوگا تو لاہور کے مطابق اگر کراچی جانا ہوگا تو کراچی کے مطابق اگر حرمین طیبین جانا ہوگا تو حرمین طیبین کے مطابق۔ بنا بریں (اسی بنیاد پر، اسی وجہ سے) مسافر آخرت بھی ذرا غور فرمائیں کہ مجھے کس سفر کو جانا ہے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا:۔

حَاسِبُوْا قَبْلَ اَنْ تُحَاسَبُوْا وَزِنُوْا اَنْفُسَکُمْ قَبْلَ اَنْ تُوْزَنُوْا ، فَاِنَّهٗ اَهْوَنُ عَلَيْكُمْ فِي الْحِسَابِ غَدًا اَنْ تُحَاسِبُوْا اَنْفُسَکُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَتَزَيَّنُوْا لِلْعَرْضِ الْاَكْبَرِ يَوْمَئِذٍ تُعْرَضُوْنَ لَا تَخْفٰى مِنْكُمْ خَافِيَةٌ

''اے لوگو! اپنے اعمال کا حساب کرلو، اِس سے پہلے کہ قیامت آجائے اورتم سے اِن کا حساب لیا جائے، کیونکہ آج کے دن اپنا محاسبہ کرلینا قیامت کے دن حساب دینے سے آسان ہے اور اپنے آپ کو قیامت کے اُس دن کے لیے تیار کرو جس دن تمہاری کوئی خطاء تم سے پوشیدہ نہ رہے گی''۔ (ذم الھوٰی۔ ص ۳۹۔ مطبوعۃ دار الکتب العلمیۃ بیروت)

فائدہ:

سب سے بڑی تیاری سفرِ آخرت کے لئے اپنے گناہوں سے سچی توبہ ہے۔ اِس میں کسی قسم کی کمی کوتاہی نہ کریں۔ بالخصوص حقوق العباد میں تو بال برابر بھی خامی نہ ہو۔ خدانخواستہ کوئی کمی رہ گئی تو سخت مشکلات کا سامنا ہوگا۔ چنانچہ احادیثِ مبارکہ میں ہے۔

۱)......نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لتؤدین الحقوق الی اھلھایوم القیمۃ یقاد للشاۃ الجلجاء من الشاۃ القرناء . (مسلم شریف)

قیامت میں صاحبِ حقوق کو حقوق ادا کیے جائیں گے یہاں تک کہ بے سینگ بکری کے حقوق کے لئے سینگ والی سے بدلہ لیا جائے گا۔

۲)......نبی پاک ﷺ نے فرمایا:

من کانت عندہٗ مظلمة لاخیه من عرض اومال فلیتحلل منه الیوم قبل ان لایکون دینار ولا درهم ان کان له عمل صالح اخذ منه بقدر مظلمة ان لم یکن له حسنات اخذت من سیآت صاحبه فتحمل علیه (بخاری شریف)

''جس کے کسی بھائی مسلم پر حقوق ہیں مال سے یا عزت سے اُس سے آج معاف کرالے اِس سے قبل کہ اُس دن نہ دینار ہوں گے نہ درہم اگر کسی کے حقوق رہ گئے تو اُن کے بدلے اعمال صالحہ لے کر صاحبِ حق کو دیئے جائیں گے جتنا اِس کا حق ہے ورنہ برائیاں سر پر رکھی جائیں گی۔''

سوال :......اللہ عزوجل قرآنِ مجید میں فرماتا ہے:

وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰی (پارہ۲۲،سورۃ فاطر،ایت ۱۸)

''اور کوئی بوجھ اٹھانے والی جان دوسری کا بوجھ نہ اٹھائے گی۔''

پھر قیامت میں ایک کے بُرے اعمال دوسرے کو کیوں دیے جائیں گے جب کہ اِس نے یہ برے اعمال کیے نہیں تو سزا کیسی؟

جواب :......اللہ عزوجل مالک ہے جسے چاہے معاف کرے۔ بندوں کو اُس بُرائی کے متعلق پہلے ہی خبر دی ہے

وَ لَیَحْمِلُنَّ اَثْقَالَهُمْ وَاَثْقَالًا مَّعَ اَثْقَالِهِمْ (پارہ ۲۰،سورۃ العنکبوت،ایت ۱۳)

''اور بیشک ضرور اپنے بوجھ اُٹھائیں گے اور اپنے بوجھوں کے ساتھ اور بوجھ۔''

(تذکرہ،ص۵۴)

اور یہ بُرائی دراصل اِس کو اپنے بُرے عمل کی حاصل ہو رہی ہے کیونکہ وہ حقوق جو اِس نے دنیا میں کھائے اِس نے اُن سے فائدے اٹھائے اور جس کے کھائے اُس بیچارے نے تکلیفیں اٹھائیں تو اُن کا صلہ دونوں کو آخرت میں یونہی ملنا چاہیے۔ لہٰذا دنیا میں جس کسی کے حقوق ہوں اگر چہ قلیل ہی سہی ادا کرنے میں کوتاہی نہیں ہونی چاہیے۔ امام قشیری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

لوانه کان علی العبد دانق وله عمل سبعین نبیامادخل الجنة حتی یؤدی ذالک الدانق .

اگر کسی پر کسی کا ایک ٹیڈی بھی ہو اور اُس کے اعمال ستر (۷۰) نبیوں جیسے ہوں تب بھی جنت میں نہ جائے گا یہاں تک کہ وہ ٹیڈی ادا کرے۔

اِس کے بعد فرمایا:

انہ یعطی لصاحب الدانق فی دانقہ یوم القیمۃ سبعمائۃ صلوٰۃ مقبولۃ فلا یرضیھذالک (مختصر تذکرہ، ص۵۴)

صاحبِ حق کو ایک ٹیڈی کے عوض سات سو (۷۰۰) مقبول نمازیں دی جائیں گی تو بھی وہ اِن سے راضی نہ ہوگا۔

یعنی اِن اعمال سے بھی زائد کی طلب کرے گا۔ ہم اپنے گریبان میں جھانک کر دیکھیں کہ ہم دنیوی معاملات میں اپنے مسلمان بھائیوں کے کتنے حقوق تلف کر چکے ہیں اگر کسی کا حق تلف نہیں فرمایا تو آپ کو مبارک ورنہ اپنی زندگی میں ہی اپنا کام بنایئے ورنہ پچھتانا پڑے گا۔

حکایت عثمان غنی رضی اللہ عنہ

سیدنا حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے ایک دن اپنے ایک زرخرید غلام کو کسی غلطی پر اُس کا کان مروڑا۔ غلام کی بے ساختہ آہ نکلی۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ اُس آہ سے متاثر ہو کر سر بگریبان ہو کر بیٹھ گئے۔ تھوڑی دیر کے بعد سر اٹھا کر غلام کو فرمایا۔ اے غلام تو نے اپنی آہ سے میرا کلیجہ پھاڑ دیا۔ اب اِس کا علاج یہ ہے کہ تو میرے کان کو ویسے ہی مروڑ جیسے میں نے تیرے کان کو مروڑا ہے۔ غلام اَدب سے اِس مکافات سے ڈر گیا مگر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے بار بار فرمایا اور سمجھایا کہ آخر میں تیرا آقا ہوں میری فرمانبرداری تجھ پر فرض ہے۔ فوراً غلام نے کان پکڑ کر تھوڑا سا مروڑا۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے بھائی اِس سے میرے جرم کی سزا پوری نہیں ہوئی ذرا زور سے مروڑ، غلام نے زور سے مروڑا پھر آپ نے وہی فرمایا۔ پھر غلام نے کچھ زور لگایا اور عرض کرنے لگا۔ آقا جیسے آپ کو قیامت کے مواخذہ کا خوف ہے اُسی طرح مجھے بھی ہے۔ اس پر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے روتے ہوئے فرمایا: اے غلام جا میں نے تجھے فی سبیل اللہ آزاد کیا اور اپنے تمام حقوق معاف کئے اور میں تجھ سے ہر طرح خوش ہوں۔ پھر اللہ عزوجل کی بارگاہ میں گڑگڑائے کہ اے خدایا عزوجل اِس کو مجھ پر خوش کردے اور ہم دونوں کو اپنے کرم سے معاف فرما۔

فائدہ:

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے اِس فعل سے معلوم ہوا کہ کسی کے حق میں کوئی کمی ہو تو معاف کرالیا جائے بالخصوص قرض کہ اِس کی معافی نہیں ہوتی جب تک صاحبِ قرض خود معاف نہ فرمائے یا اُس کی طرف سے اُس کے ورثاء ادا نہ کریں اِس کے متعلق عجیب وغریب واقعات احادیثِ مبارکہ ودیگر رویائے صادقہ (سچا خواب) اسلاف میں وارد ہیں تفصیل دیکھئے فقیر کی کتاب ''احوالِ آخرت اور اخبار القبور''۔

موت کیا ھے ؟

علماءِ اہلسنّت فرماتے ہیں کہ:

''ان الموت لیس بعدم محض و انما ھو انتقال من حال الیٰ حال''

بے شک موت عدمِ محض (مٹ جانا) نہیں بلکہ ایک حال سے دوسرے حال میں منتقل ہونا ہے (کتاب الروح، ص ۴۳)

دلائل ملاحظہ ہوں۔

قرآن مجید:۔

۱)......اللہ عزوجل نے شہداء کے متعلق فرمایا ہے۔

بَلْ اَحْیَآءٌ عِنْدَ رَبِّھِمْ یُرْزَقُوْنَ ۝ فَرِحِیْنَ بِمَآ اٰتٰھُمُ اللّٰہُ مِنْ فَضْلِہٖ (پارہ ۴، سورۃ اٰلِ عمران، ایت ۱۶۹، ۱۷۰)

''بلکہ وہ اپنے رب (عزوجل) کے پاس زندہ ہیں روزی پاتے ہیں۔ شاد ہیں اُس پر جو اللہ (عزوجل) نے اِنہیں اپنے فضل سے دیا۔''

جب ظاہری طور پر موت طاری ہونے کے باوجود شہداء کا یہ حال ہے تو صدیقین اور انبیاء جن کا رُتبہ شہداء سے بدرجہا اعلیٰ اور اَرفع ہے اُن کی کیا کیفیت ہوگی۔

۲)......حیاۃُ الانبیاء سے بھی ہمارا اِستدلال ہے۔ اور حیاۃُ الانبیاء پر دلائل واضح ہیں اِن میں چند یہ ہیں۔

۱۔ شب معراج بیت المقدس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ملاقات انبیاء کرام علیہم السلام کے ساتھ ہوئی۔

۲۔ اِسی سفرِ معراج میں مختلف آسمانوں پر مختلف انبیاء کرام علیہم السلام سے ملاقات ہوئی۔

۳۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے تو بار بار ملاقات کرنے اور نمازوں کی تعداد پچاس (۵۰) سے گھٹا کر پانچ (۵) کروانے کا واقعہ مشہور ہے جو مخالفین کو بھی مسلّم (تسلیم) ہے۔

گھر کی گواھی:۔

مخالفین کے امام ابن القیم نے لکھا کہ:

"یحصل من جملته القطع بان موت الانبیاء انماھو راجع الی ان غبتواعنا بحیث لاندرکھم وان کانوا موجودین احیاء." (کتاب الروح، ص ۴۳)

فائدہ:

یہ مذکورہ دلائل اور اِن کے علاوہ اور دلائل بھی ہیں جن سے یہ اَمر قطعی طور پر ثابت ہوجاتا ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام کی موت کا فقط یہ مطلب ہے کہ وہ ہماری نگاہوں سے پوشیدہ ہوگئے ہیں۔ ہم اِن کو نہیں پاسکتے حالانکہ وہ زندہ موجود ہیں۔ حیاۃ الانبیاء علیہم السلام کے دلائل پڑھئے فقیر کی کتاب "حیوٰۃُ الانبیاء"۔

موت کے بعد روح کا جسم سے تعلق:

اہلسنّت کے نزدیک موت کے بعد روح کا جسم سے تعلق رہتا ہے

علماء کرام فرماتے ہیں کہ جسم کے ساتھ روح کے تعلق کی پانچ (۵) حالتیں ہیں ہر حالت پر مختلف اَحکام مرتب ہوتے ہیں۔

۱۔ شکمِ مادر میں جب جسم میں روح پھونکی جاتی ہے۔

۲۔ جب انسان اِس جہان میں قدم رکھتا ہے۔

۳۔ حالتِ خواب میں۔

۴۔ عالَمِ بَرزَخ میں اگرچہ روح جسم سے جدا ہوجاتی ہے لیکن یہ جدائی کُلّیّہ (مکمل طور پر) نہیں ہوتی بلکہ روح کا تعلق جسم کے ساتھ کسی نہ کسی طرح باقی رہتا ہے۔

تعلقھا بہ فی البرزخ فانھا وان فارقتہ وتجردت عنہ فانھا لم تفارقہ فراقا کلیا بحیث لایبقی لھا التفات الیہ البتہ.

اور اِسی تعلق کی وجہ سے وہ اپنے زائر کو سلام کا جواب دیتا ہے اور اِس کا اُسے علم ہوتا ہے۔

کِتَابُ الرُّوحِ لِابْنِ الْقَیِّم اور شرحُ الصُّدُورِ لِلسُّیُوطِی میں تفصیل پڑھیے۔

۵۔ قبروں سے جی اُٹھنے کے بعد روح کا تعلق جسم سے۔

اِس تعلق کے متعلق ابن القیم نے لکھا کہ

فھو اکمل انواع التعلق اذ ھو تعلق لایقبل البدن بمعه موتا ولا نوما ولا فساداً۔

یعنی روح کا جسم کے ساتھ ہے یہ تعلق تمام تعلقات سے اَکمل ہے کیونکہ اِس کے بعد جسم کو نہ موت آتی ہے نہ نیند آتی ہے اور نہ اِس کے عناصر میں فساد رُونما ہوتا ہے۔

فائدہ:۔

موت کے بعد حشر تک روح کا مقر اور مقام کہاں ہے۔ اِس کے متعلق مخالفین تو کہتے ہیں کہ موت کے بعد روح بھی عَدَمِ مَحض ہوجاتی ہے۔ جسم کی دوسری صفات علم، قوت وغیرہ کی طرح روح (حیاۃ) بھی اِس کی ایک صفت ہے جسم کے فنا ہوجانے سے جس طرح دوسری صفات فناء ہوجاتی ہیں اِسی طرح روح بھی فنا ہوجاتی ہے لیکن یہ قول سراسر باطل ہے۔ کتاب وسنت اور اِجماعِ صحابہ کے علاوہ دلیلِ عقلیہ بھی اِس کی تردید کرتی ہے۔ اللہ عزوجل فرماتا ہے۔

یٰٓاَیَّتُھَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ○ارْجِعِیْٓ اِلٰی رَبِّکِ رَاضِیَةً مَّرْضِیَّةً○فَادْخُلِیْ فِیْ عِبٰدِیْ○وَادْخُلِیْ جَنَّتِیْ○

(پارہ ۳۰، سورۃ الفجر، ایت ۲۷۔۳۰)

"اے اِطمینان والی جان۔ اپنے رب (عزوجل) کی طرف واپس ہو یوں کہ تو اُس سے راضی وہ تجھ سے راضی۔ پھر میرے خاص بندوں میں داخل ہو۔ اور میری جنت میں آ۔"

فائدہ:۔

یہاں خطاب روحِ مطمئنہ کو ہو رہا ہے اور اُس وقت ہو رہا ہے جب وہ جسم سے اُلگ ہوتی ہے اگر روح کا اپنا مستقل وجود نہ ہوتا تو پھر اِس سے خطاب کیسے کیا جاتا۔ اَحادیثِ کثیرہ سے یہ بات ثابت ہے کہ روح کا اپنا مستقل وجود ہے۔

وھو قول لم یقل به احد من سلف الائمة ولا من الصحابة والتابعین ولا ائمة الاسلام۔ (ابن قیم)

یعنی یہ ایسا قول ہے کہ جسے نہ سلف صالحین میں سے کسی نے تسلیم کیا ہے نہ صحابہ، تابعین اور ائمہ اسلام کا یہ خیال ہے۔

۲۔ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے فرمایا اِس بارے میں کہ مومنین کی اَرواح برزخ میں ہیں جدھر چاہتی ہیں جاتی ہیں۔

ان ارواح المؤمنین فی برزخ من الارض تذھب حیث شات فھذا مروی عن سلمان الفارسی والبرزخ ھو الحاجزبین الشیئین وکان سلمان اراد بھا فی ارض بین الدنیا والآخرۃ مرسلۃ ھناک تذھب حیث شاء ت. (کِتَابُ الرُّوحِ لِابنُ القَیِّم)

اہلِ ایمان کی اَرواح برزخی اَرض میں ہیں وہ جہاں چاہیں جاتی ہیں یہ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ (صحابی) سے مروی ہے کہ بَرزخ دو (۲) چیزوں کی آڑ کو کہتے ہیں۔ سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کا مطلب بھی بَرزخ سے یہی ہے کہ اَرواح آزاد ہیں جہاں چاہیں جائیں۔

تحقیق البرزخ:۔

اہلِ لغت نے فرمایا کہ

اصلہٗ الحاجزبین الشیئین ۔

دو (۲) چیزوں کے درمیان جو چیز حائل ہو اُس کو برزخ کہا جاتا ہے

یہاں برزخ سے مراد دنیا اور آخرت کا درمیانی جہاں ہے۔

فالبرزخ ھنا مابین الدنیا والآخرۃ.

فائدہ:۔

اِس درمیانی جہان کا انکار معتزلہ کو تھا اب اُن کی پیروی میں منکرینِ احادیث اور دیگر گمراہ فرقے منکر ہیں۔ وہابیہ اُصولی طور پر اِسی عقیدہ کی تائید کر رہے ہیں۔ ورنہ حقیقت میں عالَمِ برزخ ثابت ہے۔

اہلسنّت کا مذہب :۔

اہلسنّت کے نزدیک اَرواح زندہ ہیں اور وہ عالَمِ برزخ میں ہے اُنکا جسم سے بھی رابطہ ہے اور وہ کہاں ہیں اِس میں مختلف اَقوال ہیں۔

۱۔ مومنین کی روحیں حضرت آدم علیہ السلام کے دائیں جانب ہیں اور کفار کی روحیں آپ علیہ السلام کی بائیں جانب۔

۲۔ ابومحمد ابن حزم کا قول ہے کہ اَجسام کے پیدا کرنے سے پہلے روح جہاں تھی موت کے بعد لوٹ کر پھر وہاں ہی چلی

جاتی ہے۔

اِن مستقرھاحیث کانت قبل خلق اجساد ھا.

۳۔ بعض نے یہ بھی کہا ہے کہ مومنین کی روحیں اللہ ﷻ کے پاس ہوتی ہیں اِس سے زیادہ اِن لوگوں نے مزید کہنے کی جرأت نہیں کی اور جتنا کچھ قرآن میں ہے ادب واحترام کے تقاضے کے پیشِ نظر اُتنا کہنے پر ہی توقّف کرتے ہیں۔

ارواح المومنین عنداللّٰہ ولم یزد علی ذالک فانہ تأدب مع لفظ القرآن حیث یقول اللّٰہ ﷻ بل احیاء عند ربھم یرزقون.

۴۔ بعض کی رائے یہ ہے کہ اَرواح اپنے مزارات کے اُوپر ہوتی ہیں۔

الارواح علی انینۃ قبورھا.

۵۔ اہلِ ایمان کی روحیں اگر کوئی گناہ کبیرہ یا قرض رُکاوٹ نہ بنے تو وہ جنت میں ہوتی ہیں۔لیکن اپنے جسدِ خاکی پر اِن کی توجہ اِس طرح ہوتی ہے کہ اگر کوئی شخص اِن کے مزارات پر حاضر ہو تو اُسے دیکھتے ہیں اور اگر کوئی سلام کہے تو اُس کا جواب دیتے ہیں اِس شبہ کا اِزالہ کرنے کے لئے کہ روح اگر جنت میں یا اعلٰی عِلِیّین (بہشت کا سب سے بڑا درجہ) میں ہو تو اپنی قبر پر آنے والے کو اِتنی دور سے کس طرح پہچانتی ہے اور کس طرح اِس کا سلام سنتی ہے اور کیونکر اِس کا جواب دیتی ہے۔

فائدہ:۔

مخالفین کا امام اِبن القیم منکرین کو تنبیہ کرتا ہے کہ

لا یضیق عطنک عن کون الروح فی الملأ الاعلیٰ تسرح فی الجنۃ حیث شاء ت وتسمع سلام المسلم علیھا عند قبرھا وتدنو احتی ترد علیہ السلام وللروح شان آخر غیر شأن البدن (کتاب الروح، ص۱۲۶)

تو اِس چیز کو تسلیم کرنے سے تنگ دل نہ ہو کہ روح جب ملأ اعلیٰ (فرشتے) میں ہے اور جنت میں سیر وسیاحت میں مصروف ہیں تو وہ کس طرح اپنی قبر پر آنے والے کا سلام سنتی ہے پھر کس طرح نزدیک ہو کر اُس سلام کرنے والے کو جواب دیتی ہے کیونکہ روح کی شان اور ہے اور جسم کی شان اور۔

اِبن القیم نے بڑی شرح وبسط سے ثابت کیا ہے کہ روح کے لئے یہ بُعد مکانی اور یہ مسافت کی دوریاں کوئی معنی نہیں

رکھتیں وہ ایک لمحہ میں ملا اعلیٰ سے زمین پر اور زمین سے اعلٰی عِلِیّیْن پر آ جا سکتی ہے وہ لوگ سخت دھوکہ میں ہیں جو روح کو جسم کی طرح اِن مسافتوں کے طے کرنے سے قاصر سمجھتے ہیں ۔ اِبن القیم نے کہا کیا تم نہیں جانتے کہ حضور ﷺ جب شبِ معراج حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مزار کے پاس سے گزرے تو اُنہیں اپنی قبر میں کھڑے ہو کر نماز پڑھتے ہوئے دیکھا اور جب حضور ﷺ کا بُراق مرکبِ افلاک (آسمانوں) کی بے پایاں رفعتوں کو سمندِ ہمت سے روندتا ہوا چھٹے (۶) آسمان تک پہنچا تو وہاں پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اپنا منتظر پایا۔ جبرئیل علیہ السلام ایک لمحہ پہلے آسمان کی بلندیوں پر کشا نظر آتے تو دوسرے لمحے بارگاہِ رسالت ﷺ میں دست بستہ بیٹھے ہوئے حاضر دکھائی دیتے لیکن اِن اُمور کو ہر آدمی تسلیم نہیں کرتا۔ صرف اُنہی سعید (خوش نصیب) روحوں کو یہ اِستعداد (قابلیت) بخشی جاتی ہے جو اِن حقائق کو سمجھتے ہیں تسلیم بھی کرتے ہیں اور اِن پر یقین بھی رکھتے ہیں۔

اِس کے بعد اِبن القیم نے ایک مستقل فصل تحریر کی ہے جس میں اُس نے اس حقیقت سے پردہ اٹھایا ہے کہ تمام اَرواح کی حالت یکساں نہیں ہوتی بلکہ قوت اور ضعف (کمزوری) کبر اور صغر (چھوٹا) کے اعتبار سے ہر ایک کا درجہ الگ الگ ہوتا ہے ۔ عظیم اور کبیر اَرواح کا مقام اِتنا بلند ہے جس کو اِن سے کم درجہ والی روحیں نہیں پاسکتیں ۔ روحوں کے درمیان یہ تفاوت (فاصلہ اور فرق) ہم اِس مادی جہاں میں بھی مشاہدہ کرتے رہتے ہیں اور جب روح جسمانی علائق (تعلقات) اور مادی پابندیوں سے رُستگاری (رہائی اور نجات) حاصل کر لیتی ہے تو اُسے تصرف، قوت، ہمت اور اللہ عزوجل کے ساتھ تعلق میں جو مقام نصیب ہوتا ہے وہ اُن روحوں کو نصیب نہیں ہوتا جو جسم کے اِس قفس (پنجرے) میں قید ہیں اور اُن کو دنیا کی زنجیر نے جکڑ رکھا ہے۔ عظیم روحیں جب قفسِ عنصری کو توڑ کر آزاد ہوتی ہیں اِن کی شان اور علو ہمتی (بلند ہمتی) کا اندازہ ہی نہیں لگایا جاسکتا اور اِن سے ایسے ایسے کارہائے نمایاں ظہور پذیر ہوتے ہیں جن کا تصور کرنا بھی ہمارے بس کی بات نہیں ۔ بارہا لوگوں نے حضور ﷺ کی خواب میں زیارت کی کہ حضور ﷺ کے ساتھ ابو بکر صدیق اور فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہما بھی ہیں اور انہوں نے کفار و مشرکین کے جرار لشکروں کو شکست فاش دی ۔ اور اُن کو مغلوب و مقہور (قہر کیا گیا) کر دیا۔ حالانکہ مسلمانوں کی فوج ہر لحاظ سے کمزور تھی۔

وکم رئی النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ومعہ ابو بکر وعمر فی النوم قد ھزمت ارواحھم عساکر الکفر

والظلم فاذا بجيو شهم مغلوبة مكسورة مع كثرة عددهم وضعف المسلمين وقلتهم (کتاب الروح، ص ۱۲۷)

کئی بار خواب میں رسول اللہ ﷺ کو دیکھا گیا ہے کہ آپ کے ساتھ اَبوبکر وعمر رضی اللہ عنہما بھی ہیں اِن کی اَرواح نے کفار کے لشکر اور ظالموں کو شکست دی اُن کے لشکر مغلوب ہوئے باوجود اُن کی کثرت اور مسلمانوں کی قلت کے۔

سوال :۔ اِن متعدد اقوال میں سے تمہارے نزدیک راجح قول کون سا ہے جس کے مطابق اعتقاد رکھا جائے۔

جواب :۔ ساری روحیں یکساں نہیں اِن میں بڑا تفاوت ہے اور اِسی تفاوت کی وجہ سے اِن کی منزلیں جُدا جُدا ہیں اور احادیث میں روحوں کے مختلف ٹھکانوں کا ذکر ہے اِن میں تضاد (تخالف) نہیں ہے بلکہ مختلف اَرواح کے مختلف مقامات ذکر کیے گئے ہیں۔

اِس بحث کو سمیٹنے سے پہلے علامہ مذکور لکھتے ہیں کہ روح اور بدن کے اَحکام اور حالات مختلف ہیں۔ روح جنت میں ہونے کے باوجود اپنی قبر سے اور اس میں مدفون اپنے بدن سے اِتّصال (ملاپ اور قرب) رکھتی ہے اور اُوپر جانے اور نیچے اُترنے میں ایک جگہ سے دوسری جگہ پہنچنے میں اِس کی سرعت (فوراً) رفتار کا اندازہ نہیں کیا جاسکتا۔ اور اس کی چار (۴) قسمیں ہیں۔

۱۔ آزاد رُوحیں ۲۔ مُقیّد رُوحیں ۳۔ عُلوی رُوحیں ۴۔ سفلی رُوحیں

وان لها شأنا غير شأن البدن وانها مع كونها فى الجنته فهى فى السماء وتتصل بفناء وبالبدن فيه وهى اسرع شئ حركة وانتقالا وصعودا وهبوطاوانها تنقسم الى مرسلة ومحبوسة وعلوية وسفلية. (کتاب الروح، ص ۱۴۴)

فائدہ:۔

صرف اِسی موضوع پر فقیر کا رسالہ ''رُوح نہیں مرتی'' پڑھیے۔

احادیث مبارکہ :۔

اَحادیثِ صحیحہ کثیرہ سے یہ ثابت ہے کہ صاحب مزار اپنے زائر کو پہچانتا ہے اور اُس کی آواز سنتا ہے۔

کثرت سے احادیث ہم نے رسالہ سماع موتٰی میں بیان کی ہیں اُن میں سے چند حدیثیں پیش کی جاتی ہیں اور یہ اِنکار سماع

موتی کا اصل عقیدہ معتزلہ کا ہے اب وہابیوں نے اُن کی وراثت میں اٹھایا ہوا ہے۔

۱۔ اخرج الشیخان وغیرھا من طریق قتادۃ عن انس (رضی اللہ عنہ) قال قال النبی ﷺ ان العبد اذا وضع فی قبرہ وتولی عنہ واصحابہ انہ یسمع قرع نعالھم۔

ترجمہ :۔ امام بخاری، امام مسلم اور دیگر محدثین نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جب بندے کو اُس کی قبر میں رکھا جاتا ہے اور اُس کے دوست دفن کرنے کے بعد واپس لوٹتے ہیں تو وہ اُن کے جوتوں کی آواز سنتا ہے۔

۲۔ اخرج ابن ابی شیبۃ والطبرانی فی الاوسط وابن حبان فی صحیحہ والحاکم والبیھقی فی حدیث ابی ھریرۃ (رضی اللہ عنہ) قال قال رسول اللہ ﷺ والذی نفسی بیدہ ان المیت اذا وضع فی قبرہ انہ یسمع خفق نعالھم حین یولون عنہ .

ترجمہ:۔

ابن ابی شیبہ، طبرانی، ابوحبان، حاکم اور بیہقی (جیسے جلیل القدر محدثین) نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ اُس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے کہ جب میت کو اُس کی قبر میں رکھا جاتا ہے تو وہ اُسے دفن کر کے واپس لوٹنے والوں کی جوتیوں کی آواز سنتی ہے۔

۳۔ اخرج ابن ابی دنیا فی کتاب القبور عن عائشۃ رضی اللہ عنہا قالت قال رسول اللہ ﷺ ما من رجل یزور قبر اخیہ ویجلس عندہ الا استأنس ورد علیہ حتی یقوم.

ترجمہ:۔

حضرت اُم المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ جب کوئی شخص اپنے بھائی کی قبر کی زیارت کے لئے جاتا ہے اور اُس کے پاس بیٹھتا ہے تو صاحب مزار کو اُس سے بڑی راحت ہوتی ہے اور وہ اُس کے سلام کا جواب دیتا ہے۔

۴۔ عن ابو هريرة رضی اللہ تعالٰی عنہ قال اذا مر الرجل بقبر يعرفه فسلم عليه رد عليه السلام وعرفه واذا مربقبر لا يعرفه فسلم عليه السلام (البيهقی)

ترجمہ:۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جب کوئی شخص اپنے جاننے والے کی قبر پر آتا ہے اور اُسے سلام کہتا ہے تو صاحبِ مزار اُس کے سلام کا جواب بھی دیتا ہے اور اُسے پہچانتا بھی ہے اور اگر کسی اِیسے شخص کے مزار پر آتا ہے جس سے جان پہچان نہیں ہوتی تھی اور اُسے سلام کہتا ہے تو قبر والا اُس کے سلام کا جواب دیتا ہے۔

منکرین کے امام ابن القیم کا بیان :۔

اِبن القیم سماع موتی کے منکرین کے شیخ الاسلام ابن تیمیہ کا دستِ راست ہے وہ سماع موتی پر اجماع بتاتا ہے اور لکھتا ہے کہ سماع موتی متواتر آثار سے ثابت ہے چنانچہ کتابُ الروح میں لکھا ہے کہ۔

والسلف مجمعون على هذا وقد تواترت الآثار عنهم بان الميت يعرف زيارة الحی له ويستبشربه .

یعنی سلفِ صالحین کا سماع موتی پر اِجماع اور اِتفاق ہے اُن سے درجہ تواتر تک ایسی روایات مروی ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ میت کی زیارت کے لئے جب کوئی شخص آتا ہے تو میت کو اِس کی آمد کا علم بھی ہوتا ہے اور اِس سے اُسے بڑا سُرور حاصل ہوتا ہے۔

دیوبند کے شیخ عثمانی نے فتح الملہم شرح صحیح مسلم میں اس مسئلہ سماع موتی پر متعدد احادیث اور اقوال علماء سے ثابت کرنے کے بعد لکھا ہے:

والذی تحصل لنا من مجموع النصوص والله اعلم ان سماع الموتى ثابت فی الجملة بالا حاديث الكثيرة والصحيحة.

یعنی اِن متعدد روایات سے ہم اِس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ صحیح اور کثیرُ التعداد احادیث سے سماع موتی کا مسئلہ ثابت ہے۔

(والله اعلم)

فائدہ:۔

یہ ثابت کرنے کے بعد کہ مردہ سنتا ہے عثمانی نے اُن آیات کا مفہوم واضح کیا ہے جن سے بظاہر سماع موتی کی نفی سمجھی

جاتی ہے وہ مولانا محمد قاسم صاحب کے حوالہ سے لکھتے ہیں کہ افعال کی دو (۲) قسمیں ہیں۔

۱۔ **افعال عادیتہ:۔** یعنی جن کا وقوع عادت کے مطابق اسباب وعلل کے پائے جانے سے ہوتا ہے مثلاً کسی نے کسی پر بندوق سے فائر کیا اور وہ مرگیا ایسے افعال کی نسبت اُس بندوق چلانے والے کی طرف کی جاتی ہے۔

۲۔ **افعال غیر عادیتہ:۔** جو ظاہری اسباب وعلل کے پائے جانے کے بغیر وقوع پذیر ہوتے ہیں جیسے کسی نے کنکریوں کی مُٹھی پھینکی اور ایک لشکرِ جرار کو شکست دے دی ایسے افعال کی نسبت اس ظاہری فاعل کی طرف نہیں کی جاتی بلکہ براہ راست اللہ عزوجل کی طرف کی جاتی ہے جیسے:

وَمَا رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى (پارہ ۹، سورۃ الانفال، ایت ۱۷)

"اور (اے محبوب ﷺ) وہ خاک جو تم نے پھینکی تم نے نہ پھینکی تھی بلکہ اللہ (عزوجل) نے پھینکی"

یہاں بھی میتِ زیرِ زمین دفن ہے اِس کے اوپر منوں مٹی کا انبار لگا ہے نہ وہاں ہوا کا گذر ہے اور نہ روشنی کا، آواز کو کسی حد تک پہنچانے کے لئے ظاہری سبب ہوا ہے جو یہاں قطعاً مفقود (غائب ہونا) ہے اِس لئے میت اگر سنتا ہے تو اُس کو سنانے والا وہ زائر نہیں کیونکہ ہوا کے فقدان کے باوجود آواز کو سنا دینا کسی اِنسان کے بس کا روگ نہیں۔

ایصال ثواب :۔

موت کے بعد نہایت ہی ضروری ہے کہ ایصال ثواب کیا جائے اور ایصال ثواب شرعاً جائز ہے جس کے لئے ایصال ثواب کیا جائے وہ زندہ موجود ہو، یا مردہ مرحوم، جیسا ایصال ثواب کیا جائے گا۔ ان شاء اللہ عزوجل اِسے فائدہ پہنچے گا۔ اور وہ مرحوم اِس ثواب کو پا کر خوش ہوگا۔ تو اِس کارِ خیر سے روکنے کے لئے بہانے تراشنا اور تعیّن کو حیلہ بنا کر، آڑے آنا کہ فلاں تاریخ کو فلاں دن کو خصوصیت نے، یا فلاں طریقے کی عادت نے اِسے بدعت بنا دیا کسی سفیہہ (احمق اور نادان) وجاہل کا کام ہوسکتا ہے۔ یا پھر اُن گمراہوں گمراہ گروں کا، جو اپنے بطون (پیٹوں) میں جراثیمِ وہابیت لئے پھرتے ہیں اور مسلمانوں میں اِفتراق واِنتشار پھیلا کر اِنہیں اُمورِ خیر سے عار دلا کر اہلسنّت والجماعت کے اجماع کو پارہ پارہ کرتے ہیں۔ مسلمان بھائی تو اِتنا یاد رکھیں کہ ایصال ثواب کے لئے مساکین کو کھانا کھلانا، یا اِن میں تقسیم کرنا اور نیک نیت سے خیرات کرنا، جس میں نہ محتاج پر اِحسان رکھا جائے نہ اِس کو تکلیف دی جائے اور نہ کھانے کی بے حرمتی ہونے پائے۔ یونہی پرندوں کے لئے پانی رکھنا، دانہ ڈالنا، حتیٰ کے کتے کو روٹی ڈالنا، مسکین کو کپڑا دینا، میلاد شریف پڑھوانا۔ اِن کے

علاوہ اور جو اَجر و ثواب کی باتیں ہیں اُن کا عمل میں لانا، اور اُن کا ثواب میت کو پہنچانا بلاشبہ جائز اور کارِ ثواب ہے۔

یونہی قرآنِ مجید پڑھنے کے لئے مسجد میں رکھنا صدقۂ جاریہ ہے جب تک وہ رہیں گے اور پڑھے جائیں گے اِس کے رکھنے والے اور میت کو ثواب پہنچے گا۔ اور کیسا ثواب؟ ہر حرف پر دَس (۱۰) نیکیاں۔ جیسا کہ حدیث شریف میں فرمایا۔

''میں نہیں کہتا کہ الٓمّٓ ایک حروف ہے بلکہ الف ایک الگ حرف ہے۔ لام ایک الگ حرف ہے۔ میم ایک الگ حرف ہے۔''

یونہی میت کی قبر پر پھول چڑھانا مفید ہے۔ وہ جب تک تَر ہے رَب عزوجل کی تسبیح کرتا ہے اور مُردہ اِس سے ایسا خوش ہوتا ہے جیسے دنیا میں دوستوں کے ہدیے تحفے سے، ملائکہ اِن ثوابوں کو نور کے طبق میں رکھ کر میت کے پاس لے جاتے ہیں اور اِس سے کہتے ہیں کہ اے گہری گور والے! یہ ثواب تیرے فلاں عزیز یا دوست نے بھیجا ہے۔ (حاشیہ فیصلہ ہفت مسئلہ)

دوقدم آگے :-

دیوبندی وہابی موجی لوگ ہیں جو مسئلہ نہ مانیں تو نہ مانیں اگر ماننے پر آجائیں تو پھر چھلانگ لگا دیتے ہیں اِس کی تفصیل فقیر نے اپنی تصنیف ''دیوبندی شترمرغ'' میں لکھ دی ہے کچھ وہی بات یہاں ہے دوسری بات دیوبندیوں کے امام اوّل مولوی اسماعیل دہلوی نے تقویۃ الایمان میں لکھ ماری ہے۔ جس میں بہتان تراشی کرتے ہوئے حضور ﷺ سے منسوب کرکے لکھا کہ ایک دن میں بھی مرکر مٹی میں ملنے والا ہوں۔ (معاذاللہ)

لیکن اِس کے چیلے موج میں آگئے تو ایک عام مسلمان مُردے کے لئے لکھ دیا۔ (خدام الدین ۱۶ مئی ۱۹۶۹ء میں ہے)

میت کو ایصال ثواب کرنے والوں کا تعارف کرایا جاتاھے :-

میت کو جب یہ ثواب پہنچتا ہے تو مرنے والا پوچھتا ہے کہ یہ انعام کہاں سے آیا ہے؟ یہ تحفہ کس نے بھیجا؟ تو اگر بخشنے والے اور مرنے والے کی پہچان ہو تو وہ کہتے ہیں جی تمہارا مرید، تمہارا خلیفہ، تمہارا شاگرد، تمہارا بیٹا، بیوی، خاوند، سوبرا، داماد، کوئی جو بھی رشتہ دار ہے اُس نے یہ ثواب بھیجا ہے یہ تحفہ بھیجا ہے اور اگر جان پہچان نہ ہو، مثلاً میں کہوں ''بسم اللہ الرحمن الرحیم'' یااللہ عزوجل! اس کا ثواب میرے ابا سے ساتویں پشت تک دادا، دادی اور میری امّاں سے ساتویں پشت تک نانی نانا، جتنے فوت ہوچکے ہیں سب کو پہنچے۔'' تو اَب وہ جتنے ہیں امّاں کے علاوہ، ابا کے علاوہ، ننھیال

اور ددھیال میں سے کسی کو نہیں دیکھا۔ تو اَب وہ کہیں گے کہ یہ کہاں سے آیا؟ تو فرشتے پہچان کرائیں گے کہ یہ تیری نسل میں ایک آدمی ہے جس کا نام بشیر احمد ہے اُس نے یہ تحفہ آپ کی طرف بھیجا ہے تو زندہ انسان کے ذریعے جسے جو ثواب پہنچایا جاتا ہے، مرنے والوں کو اِس کا تعارف اور پہچان کرائی جاتی ہے وہ روحیں خوش ہوتی ہیں اِس لئے ثواب پہنچانا اچھی چیز ہے۔ اور ضرور پہنچانا چاہیے۔

تبصرۂ اویسی:۔

مسلمانوں! خدارا سوچو ایک طرف تو یہ عقیدہ کہ حضور ﷺ مرکر مٹی میں مل گئے۔(معاذ اللہ)

اور اُنہیں کیا خبر دنیا میں کیا ہو رہا ہے لیکن دوسری طرف ایک عام مسلمان کے لئے مثالیں دے کر یوں باور کرایا گیا کہ گویا مُردہ گھر سے اُٹھ کر باہر ڈیرہ میں ڈیرہ ڈالے بیٹھا ہے اور گھر پر کھانا پک گیا ہے پوچھنے پر معلوم ہوا کہ کھانا گھر سے آیا ہے وغیرہ وغیرہ۔ اَب اگر یوں کہہ دیا کہ گیارھویں شریف کے ایصالِ ثواب پر بھی یہی ہوتا ہے کہ ہم غریبوں کا تحفہ حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ کو پیش ہوتا ہے تو بہ تقریر مذکور اِس سے حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ خوش ہو کر دعا فرماتے ہیں تو اِسی قاعدہ پر دیوبندی ہمارے ساتھ مل کر گیارھویں کریں اِن کے اکابر کے غوث اعظم پیرانِ پیر ہیں۔ اگر گیارھویں خود نہیں کر سکتے تو پھر اُسے بدعت کہنا یا اُسے بند کرنے کی گندی عادت چھوڑ دیں۔

اھل قبور کے حالات

مرنے کے بعد انسان اپنے کردار کے مطابق جزاء وسزا میں ہوتا ہے۔ جیسا کہ احادیث مبارکہ اور کتب کلامیہ میں مذکور ہے کہ وہ کیسے ہیں۔ تفصیل فقیر کی کتاب ''اَخبارُ القبور'' میں ہے صرف نمونہ ملاحظہ ہو۔

اگر قدریہ یا مرجیہ فرقہ سے کوئی مرجائے اور اِس کی قبر تین (۳) دن کے بعد کھول کر دیکھی جائے تو اِس کا منہ قبلہ سے پھرا ہوا نظر آئے گا۔(شرح الصدور)

اِسی طرح اِبن ابی الدنیا نے ابو اسحاق فزاری سے روایت بیان کی کہ ایک آدمی اُس کے پاس آیا۔ اُس نے بتایا کہ میں کفن چوری کیا کرتا تھا تو میں نے کئی آدمیوں کے منہ قبلہ سے پھرے ہوئے دیکھے۔(شرح الصدور)

یہ عذاب تو وہ ہیں جو عام آدمی بھی دیکھ سکتا ہے لیکن وہ عذاب جو جنوں اور انسانوں سے مخفی رکھا گیا ہے اُس کی کیفیت تو اللہ عزوجل بہتر جانتا ہے کہ وہ کتنا شدید ہوگا۔ یہ دونوں فرقے مذہب اہلسنت وجماعت کے خلاف ہیں۔ قدریہ یہ وہ

فرقہ ہے کہ جو تقدیر کا منکر ہے اور اس فرقہ کا نظریہ یہ ہے کہ اللہ عزّوجلّ کو پہلے سے کسی چیز کا علم نہیں ہوتا بلکہ کسی کام کے واقع ہونے کے بعد علم ہوتا ہے۔ مرجئہ وہ فرقہ ہے جو اِس کے قائل ہیں کہ مومن کو گناہوں سے کوئی نقصان نہیں جس طرح کافروں کو نیکیوں کا کوئی فائدہ نہیں۔ یعنی مومن جتنے گناہ بھی کرتا رہے اسے کوئی عذاب نہیں ہوگا۔ یہ فرقہ بھی باطل راہ پر ہے۔

گستاخ اہل بیت کا عبرتناک واقعہ

اِبن عساکر نے حضرت اعمش رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی کہ ایک شخص نے حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی قبرانور پر پاخانہ کردیا وہ پاگل ہوگیا اور کتوں کی طرح بھونکتا تھا۔ جب وہ مرگیا تو اُس کی قبر سے چیخنے اور کتوں کی طرح بھونکنے کی آواز آتی تھی۔ (شرح الصدور)

چوری، زنا اورشراب نوشی وغیرہ پر عذاب قبر

مامن میت یموت وھو یسرق اویزنی اویشرب اویاتی شینا من ھذہ الاجعل معہ شجاعان ینھشانہ فی قبرہ۔ (شرح الصدور)

جب بھی کوئی شخص ایسے حال میں مرجائے کہ وہ چوری کرتا یا زنا کرتا یا شراب پیتا اور اُس قسم کے گناہ کبیرہ کا مرتکب تھا تو اُس پر دو (۲) گنجے سانپ مقرر کردیے جاتے ہیں جو اُسے قبر میں ڈستے رہتے ہیں۔

حضرت اِبن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دو (۲) قبروں کے قریب سے گذرے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اِن دونوں شخصوں کو عذاب دیا جارہا ہے۔ اِن دونوں کو کسی بڑی چیز کی وجہ سے عذاب نہیں دیا جارہا۔ اِن میں سے ایک شخص چغل خوری کرتا تھا اور دوسرا پیشاب کے چھینٹوں سے نہیں بچتا تھا۔ راوی کہتے ہیں کہ پھر آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے کھجور کی ٹہنی منگوا کر اُس کے دو (۲) ٹکڑے کیے، ہر ایک قبر پر ایک ایک ٹکڑا رکھا اور فرمایا (ایسا اس لئے کیا) تاکہ جب تک یہ شاخیں خشک نہ ہوں ان سے عذاب میں تخفیف ہو۔ (مسلم شریف، ج ۱)

حدیث پاک سے حاصل ہوا کہ پیشاب کے چھینٹوں سے نہ بچنا اور چغل خوری عذاب کے سبب ہیں۔ اور حدیث شریف میں ارشاد ہوتا ہے،

پیشاب سے بچ جاؤ کیونکہ عموماً عذاب قبر اِسی سے ہوتا ہے۔ (شرح الصدور)

ایک مرتبہ نبی کریم ﷺ نے لوگوں سے پردے میں یعنی عام لوگوں سے پردہ فرما کر پیشاب کیا تو ایک منافق کہنے لگا دیکھو یہ شخص ایسے پیشاب کرتا ہے جیسے عورتیں پیشاب کرتی ہیں۔ کیونکہ وہ لوگ ایک دوسرے سے بلا حجاب پیشاب کرتے تھے۔ صرف عورتیں پردہ کرتی تھیں۔ نبی کریم ﷺ نے جب اُس کی بات سنی تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ عزوجل تم پر رحم کرے کیا تمہیں معلوم نہیں کہ بنی اسرائیل کے ایک شخص کو جو پہنچا (یعنی اُن کے جسم کپڑوں وغیرہ کو اگر پیشاب کے قطرات لگ جاتے) تو وہ قینچیوں سے اُن مقامات کو کاٹتے تھے۔ ایک شخص نے اُنہیں اِس سے منع کیا، وہ عذابِ قبر میں مبتلا ہو گیا اس سے''۔ نبی کریم ﷺ کو معراج کی رات کئی گنہگاروں کو دیئے جانے والے عذابات کا مشاہدہ کرایا گیا۔ اُن میں سے ایک یہ تھا کہ آپ ﷺ کا ایک قوم پر گذر ہوا، دیکھا کہ اُن کے سر پتھروں سے پھوڑے جا رہے ہیں، جب اُن کے سر کچل دیئے جاتے ہیں تو اُن کو پہلی حالت کی طرف لایا جاتا ہے جب صحیح ہو جاتے ہیں پھر اُن کے سر کچل دیئے جاتے ہیں یہ سلسلہ لگاتار جاری ہے کسی وقت بند نہیں ہوتا۔ نبی کریم ﷺ نے جبرائیل علیہ السلام سے پوچھا کہ یہ کون لوگ ہیں۔ تو آپ علیہ السلام نے عرض کی کہ یہ وہ لوگ ہیں جو نماز میں سستی کرتے تھے، نماز صحیح ادا نہیں کرتے تھے اور نماز اپنے وقت میں اَدا نہیں کرتے تھے۔

اللہ عزوجل کا اِرشادِ گرامی ہے:

فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّيْنَ o الَّذِيْنَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُوْنَ o (پارہ ۳۰، سورۃ الماعون، ایت ۴،۳)

''تو اُن نمازیوں کی خرابی ہے۔ جو اپنی نماز سے بھولے بیٹھے ہیں۔''

(دُرِ منثور، جلد چہارم)

اِس سے مراد وہ لوگ ہیں جو نمازوں کی بالکل پرواہ نہیں کرتے ہیں یہاں تک کہ نمازیں اُن سے ضائع ہو جاتی ہیں اور وہ اَدا ہی نہیں کر پاتے یا وہ سُستی کرتے رہتے ہیں، نماز کا وقت نکلنے والا ہوتا ہے تو آتے ہیں، اِس طرح نماز نہیں اَدا کرتے جس طرح نبی کریم ﷺ نے اَدا کی اور نہ صحابہ کرام علیہم الرضوان، تابعین رحمہم اللہ المبین، سلف صالحین رحمہم اللہ المبین کی نمازوں کی طرح اَدا کرتے ہیں بلکہ رکوع وسجود اِس طرح اَدا کرتے ہیں جس طرح مرغی یا کوئی پرندہ جلدی جلدی چونچیں زمین پر مار کر دانہ اُٹھاتا ہے، خشوع وخضوع سے نماز اَدا نہیں کرتے۔ یا سُستی کرتے کرتے مکمل طور پر وقت نکال دیتے

ہیں اس طرح بغیر کسی عذر کے جان بوجھ کر نمازیں قضا کردیتے ہیں۔

مزارات پر قبہ جات

اولیاء کرام کے مزارات پر قبہ جات وغیرہ جائز ہیں جنہوں نے حرام کہا ہے وہ نجدی ہیں۔ وہ ہر ایک قبر کو بالشت سے اونچا کرنا مکروہ کہتے ہیں حالانکہ ایک بالشت سے اونچی قبر مکروہ نہ ہونے کے بے شمار دلائل ہیں علامہ شامی نے لکھا کہ

۱)......ویسنم قدر شبر او اکثر شیئاً قلیلا بدائع. (ردالمحتار علامہ شامی)

ایک بالشت یا اس سے کچھ اور بڑھ کر قبر مثل کوہانِ شتر بلند بنائی جائے جیسا کہ بدائع میں ہے۔

۲)......ویجعله مرتفعا عن الارض قدر شبر أ و اکثر بقلیل. (مراقی الفلاح وغیرہ)

قبر کو زمین سے ایک بالشت یا اس سے کچھ اور زائد بلند بنائے یہ فقہ کی متعدد کتب مُعتبرہ میں ہے۔

قبور پر بوقت حاجت کتابت:۔

۱)......یتقوی بما اخرجه ابو داؤد باسناد جیدان رسول اللّٰه ﷺ حمل حجرا رضها عندراس عثمان بن مظعون وقال العلم بها قبر اخی ادفن الیه من مات من اهلی فان الکتابة طریق الی تعرف القبر بها. (ردالمحتار)

قبر پر کتابت کی تقویت اِس حدیث سے ہوتی ہے جو ابوداؤد نے سند جید روایت کی کہ نبی ﷺ نے ایک پتھر اُٹھا کر حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کے سرہانے رکھا اور فرمایا کہ اِس سے ہم اپنے بھائی کی قبر کی پہچان کرتے ہیں اور یہاں جو ہمارے اہل سے وفات پائے گا اسے دفن کریں گے پس بیشک قبر پر کتابت بھی اس کی پہچان کا ایک طریقہ ہے۔

۲)......قدا خرج الحاکم النهی عنها من طرق ثم قال هذه الاسانید صحیحة ولیس العمل علیها فان ائمة المسلمین من المشرق الی المغرب مکتوب علی قبورهم وهو عمل اخذ منهم۔

محدث جلیل حاکم نے بھی کتابت کی کئی طریق سے روایت کرنے کے بعد فرمایا۔ یہ سندیں صحیح ہیں لیکن ان پر عمل نہیں ہے۔ اِس لئے کہ مشرق سے لے کر مغرب تک ائمہ مسلمین کے مزارات پر کتابت موجود ہے اور یہ ایسا کام ہے کہ ہم اپنے اَگلوں سے لیتے ہیں۔

بہرحال بزرگانِ اسلام کے مزارات پر قبہ جات جائز ہیں۔ اس کا اِنکار صرف نجدیوں اور اُن کے چیلوں کو ہے ورنہ ظاہر

ہے کہ نجدیوں کی حکومت سے پہلے صدیاں گزریں ہر اسلامی وغیر اسلامی ملکوں میں بزرگانِ اسلام کے مزارات پر قبہ جات بنائے گئے جو تا حال صدیوں سے موجود ہیں۔ اگر نا جائز ہوتے تو اسلاف صالحین ان کو گرا دیتے۔ اہلِ انصاف غور فرمائیں کہ جمہور علماء و صلحاء اور اولیاء فقہاء و محدثین جائز کہیں اور ایک نجدی محمد بن عبدالوہاب نا جائز کہے تو حق جمہور کی طرف ہوگا یا نہ، اور یہ اکیلا من شذشذ فی النار کا مستحق ہوا یا نہ۔ تفصیل دیکھئے فقیر کی تصنیف "مزارات پر قبہ جات"

وہ اعمالِ صالحہ جو قبر میں کام آئیں گے

عقیدۂ اہلسنّت پر مرنے کے بعد ہر نیک کام قبر کا ذخیرہ ہے چند ایک فقیر یہاں درج کرتا ہے شاید کسی کا بھلا ہو۔

۱)......نسائی اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں اور ابن مردویہ اور دار قطنی نے ابوامامہ سے روایت کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جس نے ہر نماز کے بعد آیت الکرسی پڑھی وہ مرتے ہی جنت میں جائے گا۔

۲)......احمد نے حذیفہ سے روایت کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جس نے کلمہ محض اللہ عزوجل کی رضامندی کے لئے پڑھا وہ جنت میں داخل ہوگا اور اُس کا خاتمہ بھی کلمہ پر ہوگا اور جس نے کسی دن اللہ عزوجل کی رضا جوئی کے لئے روزہ رکھا تو اُس کا خاتمہ بھی اِس پر ہوگا اور داخلِ جنت ہوگا۔ اور جس نے اللہ عزوجل کی رضا کے لئے صدقہ کیا اُس کا خاتمہ بھی اِس پر ہوگا اور وہ داخلِ جنت ہوگا۔

۳)......ابو نعیم نے خثیمہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ صحابہ رضی اللہ عنہم اِس بات کو پسند کرتے تھے کہ کسی شخص کا انتقال کسی اچھے کام کے بعد ہو۔ مثلاً حج، عمرہ، غزوہ (جہاد)، رمضان کے روزے وغیرہ۔

۴)......دیلمی نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ "جو بحالتِ روزہ مرا، قیامت تک اللہ عزوجل اُس کے حساب میں روزے لکھ دے گا"۔

۵)......ابو نعیم نے جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ "جو جمعہ کے دن یا جمعہ کی رات کو رحلت کرے گا وہ عذابِ قبر سے محفوظ رہے گا اور قیامت کے دن اس پر شہداء کی مُہر ہوگی"۔

۶)......حمید نے اپنی ترغیب میں اپنی سند سے ابو جعفر سے روایت کیا کہ "جمعہ کی رات روشن ہے اور اِس کا دن جھلملاتا ہے۔ جو شخص جمعہ کی رات کو رحلت کرے گا وہ عذابِ قبر سے محفوظ رہے گا اور جو جمعہ کے دِن مرے گا وہ عذابِ جہنم سے آزاد ہوگا"۔

مزید تفصیل فقیر کی تصنیف ''اِعَانَۃُ الْاَحْبَابِ بِاِیْصَالِ الثَّوَاب'' میں پڑھیے۔

ایصال ثواب:۔

ایصالِ ثواب کے لئے قرآن پڑھ کر یا صدقات وخیرات کر کے مردوں کو ثواب بخشنے کا نام عربی میں ''ایصالِ ثواب'' ہے۔ اہلسنت میں مختلف ناموں سے مروج ہے مثلاً گیارہویں شریف، بزرگانِ اسلام کے اَعراس (عرس) اور عام مُردوں کے تیجہ، چہلم، جمعراتیں، سالیانہ، ختم شریف وغیرہ وغیرہ۔ اِس کا اِنکار سابق زمانوں میں معتزلہ فرقہ کو تھا جنہیں قُدماء (قدیم) اہلسنت کے دلائل نے مار مٹایا۔ ہمارے دور میں اِن کے مردہ مذہب کو وہابی دیوبندی فرقے زندہ کرنے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگا رہے ہیں اِن کا مذکورہ بالا اُمور کا انکار فرقہ معتزلہ کے مردہ مذہب کے زندہ کرنے کی سازش ہے ورنہ عوام وخواص سب کو معلوم ہے کہ مذکورہ بالا ایصال ثواب ہی تو ہیں صرف بوجہ ضرورت نام بدلا ہے اور شریعت کا قاعدہ ہے کہ نام بدلنے سے کام نہیں بگڑتا۔ الحمد للہ عزوجل فقیر نے ہر مسئلہ کی تحقیق پر علیحدہ علیحدہ تصنیفیں لکھی ہیں۔ اور ایصالِ ثواب کے متعلق صحاح ستہ میں صحیح روایات سے ثبوت موجود ہے۔ اور حضور سرورِ عالم ﷺ نے بڑی تاکید کے ساتھ اِس کی تعلیم فرمائی ہے لیکن افسوس کہ ناخلف (جانشین اور ورثاء) اولاد کا یہ حال ہے کہ ایصالِ ثواب کی اہمیت کو ختم کرنے کے درپے ہیں بلکہ جو کوئی اِس پر عمل کرتا ہے اُسے بدعت کا ڈَرسُنا کر اِس کے بند کرنے کے لئے سرتوڑ کوشش کی جاتی ہے۔

بہرحال عید بقر عید فطرہ ودیگر خاص ایام میں اپنے پیاروں کو ضرور ہدیہ بھیجنا چاہیے۔ ماں باپ اپنی اولاد کو دعائے خیر سے یاد رکھیں اور بھائی بھائی کو، دوست دوست کو۔ نیز اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ وہ آپ سے فلاں چیز کا خواہشمند ہے تو پھر اُس کو خوش کرنے کے لئے کتنی کوشش فرماتے اسے اَب سمجھئے کہ وہ تمہارا منتظر ہے تو تم اُن کے انتظار کی قدر کرو۔ اِسی لئے تمام دوستوں اور اقربا کو چاہیے کہ اپنے دوست اور اقربا کو یاد رکھیں۔ لیکن لوگوں کا یہ حال ہے کہ وہ دُنیا کے دھندوں میں پھنس کر اپنے عزیزوں کو جو مر گئے بالکل بُھول جاتے ہیں۔ روز مرہ کی یاد کہاں۔ بھلا اگر تہواروں کو بھی یاد کرلیں تو غنیمت ہے۔ کیونکہ تہواروں میں کھانوں کی کثرت ہوتی ہے۔ طرح طرح کی چیزیں پکتی ہیں۔ دوست آشناؤں میں تحفہ ہدیہ بھیجا جاتا ہے۔

افسوس! زندوں کو تو تحفہ ہدیہ بھیجا جاتا ہے اور زندہ خود بھی پکوا کر کھا سکتا ہے۔ لیکن مُردے جو بالکل عاجز وبیکس ایک تنگ وتاریک غار میں پڑے ہوئے ہیں۔ اُن کے اعمال منقطع ہو چکے ہیں۔ اَب وہ کچھ نہیں کر سکتے۔ اُن کو ذرا بھی یاد نہ کریں۔ کِس قدر غفلت کی بات ہے۔

قدیم الایام سے تہواروں میں فاتحہ کا دستور چلا آتا ہے۔ گویا بزرگوں کا حکم دیا ہوا اور احادیث سے اِستنباط (نتیجہ اخذ کرنا) کیا ہوا ہے بلکہ یہ مسلمان جو تہواروں میں فاتحہ دیتے ہیں تو رسول اللہ ﷺ کے نام علیحدہ حصہ نکالتے ہیں۔ چنانچہ امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہٗ مکتوبات کی تیسری جلد میں لکھتے ہیں۔

باید کہ ہر گاہ صدقہ میت نیت کند اوّل باید کہ بہ نیت آں سرور علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ والسلام ہدیہ جدا ساز د۔ بعد زاں تصدق کرد کہ حقوق آں سرور عالم ﷺ فوق حقوق دیگراں است ونیز بریں تقدیر احتمال قبول صدقہ است بطفیل آں سرور علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ والتحیات۔

جب کوئی میت کے لئے صدقہ کی نیت کرے تو سب سے پہلے اِس کو حضور ﷺ کے لئے نیت کرنی چاہیے۔ اور ہدیہ علیحدہ کرنا چاہیے۔ اِس کے بعد تصدُّق کرے۔ کیونکہ حضور ﷺ کا حق سب کے حقوق سے بڑھ کر ہے اور اس طرح سے یہ احتمال (گمان) بھی ہے کہ حضور ﷺ کی طفیل صدقہ بھی قبول ہو جائے۔

فائدہ :۔

امام ربانی قدس سرہٗ کا عشقِ رسول اللہ ﷺ قابلِ تقلید ہے کہ کیسے عشقِ رسول اللہ ﷺ کے لئے اُمت کی رہبری فرمارہے ہیں۔

امام ربانی کو عزیزوں کی یاد :۔

امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ مکتوبات جلد ثانی میں فرماتے ہیں:

بیاراں دوستاں فرمائیند کہ ہفتاد ہزار بار کلمہ طیبہ لاالہ الا اللہ بروحانیت مرحومی خواجہ محمد صادق وبروحانیت مرحومہ ہمشیرہ اوام کلثوم بخوانند۔ وثواب ہفتاد ہزار بار روحانیت یکے بخشند ہفتاد ہزار بار دیگر را بروحانیت دیگرے۔ از دوستاں دعا وفاتحہ مسؤل است۔

یاروں اور دوستوں کو کہہ دیں کہ ستر ہزار (۷۰،۰۰۰) مرتبہ کلمہ طیبہ لاالہ الا اللہ مرحومی خواجہ محمد صادق کی روحانیت کے لئے اور

ستر ہزار(۷۰،۰۰۰) مرتبہ اِن کی ہمشیرہ مرحومہ اُم کلثوم کی روحانیت کے لئے پڑھیں اور ستر ہزار(۷۰،۰۰۰) کا ثواب ایک کی روحانیت کو اور ستر ہزار(۷۰،۰۰۰) کا ثواب دوسرے کی روحانیت کو بخشیں۔دوستوں سے فاتحہ اور دُعا کے لئے اِلتماس ہے۔

فائدہ:۔

حضرت امام ربانی قدس سرہٗ اپنے عزیز بچوں کے لئے کس طرح سرمایہ قبر جمع کرنے کی جدوجہد فرمارہے ہیں بلکہ مریدین سے بھی اِس کے لئے اِلتماس فرمارہے ہیں اگر اِیصالِ ثواب کا یہ سرمایہ اہلِ قبور کو مفید نہ ہوتا تو امام ربانی مجددالف ثانی رضی اللہ عنہ کو اِس طرح کی جدوجہد اور اِلتماس اَزمریدین کی ضرورت کیا تھی۔

حضرت اِمام غزالی رضی اللہ عنہ ایک عجیب قصہ لکھتے ہیں وہ یہ کہ علی بن موسیٰ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں اِمام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ ایک جنازہ پر تھا۔بعد دفن کے ایک اندھا قرآن مجید پڑھنے لگا۔اِمام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اے آدمی یہ کام بدعت ہے۔جب مقبرہ سے نکلے تو محمد بن قدامہ رحمۃ اللہ علیہ نے اِمام احمد رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا۔تم مبشر ابن اسماعیل حلبی رحمۃ اللہ علیہ کو کیسا جانتے ہو۔فرمایا: وہ ثقہ یعنی معتبر ہے۔اس نے پوچھا۔تم نے اُن سے کچھ علم سیکھا ہے۔امام نے فرمایا، ہاں۔جب اِن کے اِقرار سے معلوم ہوا کہ وہ اُستاد ہیں اِمام احمد رحمۃ اللہ علیہ کے تب اِس نے کہا۔کہ خبر دی مجھ کو مبشر بن اسمٰعیل نے۔اُن کو خبر پہنچی عبدالرحمٰن سے کہ جب اُن کو باپ علاء بن الحلاج کا انتقال ہوا، وصیت فرمائی کہ جب میں دفن کیا جاؤں تو میرے سرہانے قبر کے پانچ(۵) آیت اور رکوع امن الرسول پڑھو۔اور یہ کہا کہ میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہ کو سنا ہے وصیت کرتے تھے اِس بات کی اُس وقت امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ مقبرہ میں جاؤ۔اور اِس اندھے کو کہہ دو کہ قرآن مجید پڑھتا رہے۔

قرآن خوانی

عن عبداللّٰہ بن عمر قال سمعت النبی ﷺ یقول اذا مات احدکم فلا تحبسوہ واسر عوابہ الی قبرہ ولیقراء عند راسہ بفاتحۃ الکتاب الی مفلحون وعند رجلیہ بخاتمۃ البقرۃ. (رواہ البیہقی والطبرانی)

بیہقی نے شعب الایمان میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا کہ جس وقت تم میں سے کوئی مرجائے۔تو اُس کو بند نہ کرو۔یعنی میت کے دفن کرنے میں بغیر عذر کے تاخیر نہ کرو۔

اور اُس کو اُس کی قبر کی طرف جلدی پہنچاؤ۔ اور اُس کے نزدیک ابتدائے سورۃ بقرہ مفلحون تک پڑھو۔

قبور پر قرآن خوانی

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ:

اذا دخلتم المقابر فاقرء وا بفاتحۃ الکتاب والمعوذتین وقل ھو اللّٰہ احد واجعلوا ذلک لاھل المقابر فانہ یصل الیھم ۔

جب تم مقابر میں داخل ہو تو سورۃ فاتحہ، معوذتین اور سورہ اخلاص پڑھو۔ اور اِن کا ثواب اہلِ مقابر کو بخشو۔ وہ اِن کی طرف پہنچتا ہے۔ (مظاہر حق)

اغبیائے زمانہ پر تعجب :۔

ہمارے دور میں قبر پر قرآن خوانی پر اِنکار ہے بعض اِس سے بڑھ کر (مطلقاً) قرآن خوانی برائے میت کے منکر ہیں خواہ گھر میں یا کسی اور جگہ پڑھ کر میت کو ثواب بخشا جائے۔ اِس سے معتزلہ کے مذہب کو زندہ کرنے کا منصوبہ نہیں تو اور کیا ہے کیونکہ وہ سِرے سے قبر کے اندر عذاب وثواب کے منکر تھے اور یہ بھی منکر ہیں صرف فرق اتنا ہے کہ وہ اصل مسئلہ کے منکر تھے اور یہ اس کے اسبابِ خیر کے منکر ہیں حالانکہ اِتنا تو وہ بھی مانتے ہیں کہ قبر کو سبز ٹہنیاں فائدہ دیتی ہیں خواہ قدرتی طور پیدا ہوں یا بعد کو رکھی جائیں جب کہ حدیثِ بخاری شریف سے فقیر نے ذکر کیا اور یہ بھی مانتے ہیں کہ قبر کے ساتھ ذکرِ الٰہی اور تسبیح وتہلیل فائدہ پہنچاتے ہیں لیکن اَفسوس ہے کہ انہیں ذکرِ الٰہی کا اقرار ہے لیکن کلامِ الٰہی کے فائدہ پہنچانے کا اِنکار۔ ذیل میں وہ روایات عرض کرتا ہوں جن امور سے اہلِ قبر کو فائدہ نصیب ہوا۔

قرآن خوانی :۔

حضرت علامہ اسمٰعیل حقی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:۔

عن حمید الاعرج قال من قرء القرآن وختمہ ثم دعا امن علی دعائہٖ اربعۃ الاف ثم لا یزالون یدعون لہٗ ویستغفرون ویصلون علیہ الی المساء اوالی الصباح. (تفسیر روح البیان، پ ۷، سورۃ انعام)

یعنی اعرج سے مروی ہے کہ جو شخص قرآنِ پاک ختم کرے گا اور پھر دعا مانگے تو اُس کی دعا پر چار ہزار (۴،۰۰۰) فرشتے آمین کہتے ہیں اور پھر ہمیشہ اُس کے لئے صبح وشام دعا کرتے ہیں اور دعائے مغفرت مانگتے رہتے ہیں۔

اور ایک حدیث پاک میں ہے:

قرآن پاک کے ایک حروف کے پڑھنے سے دس (۱۰) نیکیاں ملتی ہیں۔ اور الٓمٓ ایک حرف نہیں بلکہ الف ایک حرف ہے، لام دوسرا حرف ہے، اور میم تیسرا حرف ہے تو جو شخص صرف الٓمٓ پڑھے گا اُس کو تیس (۳۰) نیکیاں ملیں گی۔ (الحدیث)

مذکورہ آیتِ کریمہ وحدیثِ مبارک سے معلوم ہوا کہ ایک تو قرآنِ پاک پڑھنے کا بڑا ثواب ہے اور دوسرا قرآن پاک پڑھنے کے بعد دُعا قبول ہوتی ہے اور چونکہ انسان کے مرنے کے بعد قرآن خوانی ہوتی ہے اور ختمِ شریف کے وقت قرآنِ پاک ہی پڑھا جاتا ہے لہٰذا اُس وقت کی دعاء میت کے حق میں مفید اور اس کی بخشش کا سبب بن جاتی ہے۔

اہلسنّت میں اِس کا بہت رواج ہے کہ مُردہ کا جنازہ ابھی گھر میں ہے تو قرآن خوانی شروع ہو جاتی ہے بعض خوش قسمت تو قبر پر حافظ بٹھا کر ہفتہ بھر قرآن خوانی کراتے ہیں بعض اوقات روزانہ ورنہ جمعہ کی شب چالیس (۴۰) دنوں تک یہ سلسلہ جاری رہتا ہے۔ الحمدللہ عزوجل اِس طریقۂ خیر سے میت کو قبر میں بڑا فائدہ ہوتا ہے اِس سے بھی وہابی، دیوبندی فرقہ کو اِنکار ہے۔ ثبوت کے لئے پڑھیے فقیر کا رسالہ "قرآن خوانی کا ثبوت"۔

ایصالِ ثواب :-

اِس کی تفصیل گزر چکی ہے چند حوالے یہاں پڑھیے۔

۱)..... حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے بارگاہِ رسالت مآب ﷺ میں عرض کیا کہ میری ماں فوت ہوگئی ہے۔

پس کون سا صدقہ بہتر ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا "پانی"

فحفر بئراً وقال ھذہٖ لام سعد "پس حضرت سعد نے ایک کنواں کھدوایا اور کہا کہ یہ کنواں سعد کی ماں کے لئے ہے" (ابو داؤد، ص ۲۳، مشکوٰۃ شریف، ص ۱۶۹)

۲)..... حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک شخص نے بارگاہ نبوی ﷺ میں عرض کیا کہ میری والدہ فوت ہوگئی ہیں اور میرا خیال ہے کہ اگر وہ کلام کرتیں تو صدقہ کی تلقین کرتیں۔ اب اگر آپ ﷺ اجازت دیں تو میں اُن کی طرف سے صدقہ کردوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا "**نعم تصدق عنھم**" ہاں تم اِن کی طرف سے صدقہ کرو۔ (بخاری شریف، ص ۲۸۶)

۳)......ایک حدیث شریف میں ہے "من قرء الاخلاص احد عشر مرة ثم وهب اجرها للاموات اعطی من الاجر بعدد الاموات ۔"

یعنی جو شخص گیارہ (۱۱) بار سورۃ اخلاص پڑھے اور پھر اس کا ثواب مُردوں کو بخشے تو اس کو تمام مُردوں کے برابر ثواب ملے گا۔ (دُرِ مختار، باب الدفن)

۴)......حضرت زید بن اسلم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے عرض کیا۔ یارسول اللہ ﷺ کیا میں اپنے فوت شدہ والد کی طرف سے غلام آزاد کرسکتا ہوں فرمایا: "ہاں"۔ (شرح الصدور، ص ۱۲۹)

حکایت :۔

ایک مرتبہ حضرت جنید بغدادی رضی اللہ عنہ کے کسی مرید کا رنگ اچانک متغیر ہوگیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے سبب پوچھا تو اُس نے کہہ دیا کہ ابھی ابھی میں نے کشف کی حالت میں اپنی ماں کو دوزخ کی آگ میں جلتے ہوئے دیکھا ہے۔ حضرت جنید رضی اللہ عنہ نے ایک ہزار (۱،۰۰۰) بار کلمہ شریف کبھی پڑھا تھا یہ سمجھ کر کہ (بعض روایات میں اس قدر کلمہ کے ثواب پر مغفرت کا وعدہ کیا گیا ہے) آپ رضی اللہ عنہ نے جی ہی جی میں اُس مرید کی ماں کو بخش دیا اور اُسے اطلاع نہ دی۔ تھوڑی دیر کے بعد آپ رضی اللہ عنہ کیا دیکھتے ہیں کہ وہ نوجوان خوش اور ہشاش بشاش ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے سبب پوچھا تو اُس نے عرض کیا کہ اب میں نے اپنی ماں کو جنت میں دیکھا ہے۔ اِس پر آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ "اِس جوان کے مکاشفہ کی صحت تو مجھ کو حدیث سے معلوم ہوئی اور حدیث کی تصحیح اِس کے مکاشفہ سے ہوگئی۔" (مظاہر حق، جلد ۱، ص ۳۶۸)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ عزوجل اپنے بندوں کا جب جنت میں ایک درجہ بڑھاتا ہے تو بندہ عرض کرتا ہے کہ یااللہ عزوجل یہ درجہ مجھے کیسے ملا۔ اللہ عزوجل فرماتا ہے باستغفار ولدک۔ تیرے درجے کی یہ بلندی تیری اولاد کے تیرے لئے استغفار کی وجہ سے ہے۔ (شرح الصدور، ص ۱۲۷)

مخالفین کے پیشواؤں کی تائیدات :۔

مذکورہ بالا روایت کے ساتھ مخالفین کے پیشوا بھی یہی کہتے ہیں جو ہم نے کہا۔

۱۔ چنانچہ مولوی اسمٰعیل دہلوی لکھتے ہیں کہ "نہ پندارند کہ نفع رسانید باموات باطعام وفاتحہ خوانی خوب نیست چہ این معنی بہتر وافضل است" یعنی کوئی یہ خیال نہ کرے کہ مُردوں کو طعام اور فاتحہ خوانی کے ساتھ نفع پہنچانا اچھا نہیں کیونکہ یہ بات بہتر وافضل ہے۔ (صراطِ مستقیم)

۲۔ مخالفین کے پیرومرشد حاجی امداداللہ مہاجر مکی فرماتے ہیں کہ "نفسِ ایصالِ ثواب ارواح واموات میں کسی کو کلام نہیں۔ (اگر) اِس میں بھی تخصیق وتعیّن کو موقوف علیہ ثواب کا سمجھے یا واجب وفرض اعتقاد کرے تو ممنوع ہے اور اگر یہ اعتقاد نہیں بلکہ کوئی مصلحت باعثِ تقلید ہیئت (وحشت اور رعب) کذائیہ ہے تو کوئی حرج نہیں"۔ (فیصلہ ہفت مسئلہ۔ص ۱۱)

مزید تفصیل فقیر کے رسائل بالخصوص "اعانۃ الاحباب بایصال الثواب" میں پڑھیے۔

فقط والسلام

مدینے کا بھکاری

الفقیر القادری ابوالصالح محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہٗ

بہاولپور۔ پاکستان